مرثیہ:۱۱

درحال حضرت عباس علمدار علیہ السلام

مطلع

چرخ پر جب کہ نُمایاں شبِ عاشور ہوئی

تعدادِ بند: ۹۵

غازی آباد--۱۶ رمضان ۱۳۴۴ ہجری

مطابق ۲۹ اپریل ۱۹۲۶

www.emarsiya.com

۱

چرخ پر جبکہ نمایاں شبِ عاشور ہوئی روشنی مہرِ جہاں تاب کی سب دور ہوئی
اُس طرف فوجِ عدو خرّم و مسرور ہوئی اِس طرف روحِ نبیؐ قبر میں رنجور ہوئی
عرش تک فرش سے آوازِ بُکا جانے لگی
خیمۂ شاہ سے ماتم کی صدا آنے لگی

۲

ہر طرف بے کسی و یاس کا تھا اِک عالم کہیں فریاد کا غُل تھا کہیں شورِ ماتم
بیبیاں جمع تھیں یوں گردِ شہنشاہِ اُمم شمع پر جیسے ہو پروانوں کا مجمع باہم
لب پہ جاری سخنِ حسرت و غم ہوتے تھے
شاہ اِک ایک کا منہ تکتے تھے اور روتے تھے

۳

دم بہ دم تھیں غم و اندوہ و محن کی باتیں دل کو تڑپاتی تھیں سلطانِ زمن کی باتیں
جانگزا بنتِ شہِ قلعہ شکن کی باتیں تھیں عجب نشترِ غم بھائی بہن کی باتیں
دل تڑپتا تھا جو منہ آنسوؤں سے دھوتی تھیں
آپ بھی روتے تھے جب بنتِ علیؑ روتی تھیں

۴

پیٹ کر سر کو یہ چلّاتی تھی وہ دکھ پائی صدقے غربت پہ تمھاری ہو یہ اماں جائی
اے مرے تشنہ دہن اے مرے بیکس بھائی گھیر کر تم کو عجب دشت میں قسمت لائی
چین نایاب، نہ دانہ، نہ جہاں پانی ہے
کیا قیامت ہے یہ کس طرح کی مہمانی ہے

۵

جب بیاں کرتی تھیں یہ زینبِ آوارہ وطن سر کو ٹکراتی تھیں سب بیبیاں با درد و محن
ہر طرف خیمۂ سرورؑ میں بپا تھا شیون رو کے سمجھاتے تھے ایک ایک کو سلطانِ زمن
دل جو بیتاب تھے سب کشتۂ غم پیٹتے تھے
کبھی سینہ، کبھی سر، اہلِ حرم پیٹتے تھے

www.emarsiya.com

٦

حشر کا آلِ محمدؐ میں بپا تھا ساماں کہ یکایک سحرِ غم ہوئی گردوں پہ عیاں
خاک پر محوِ تیمم ہوئے سلطانِ زماں لحنِ داؤد سے دی اکبرِ مہرو نے اذاں
ذکرِ حق کرنے کو سلطانِ حجازی اُٹھے
لے کے انگڑائیاں بستر سے نمازی اُٹھے ٧

آئے خیمے سے جو سجادۂ طاعت پہ امامؑ ہوئے استادہ صفیں باندھ کے سب نیک انجام
جن میں ایک ایک جری عاشقِ سلطانِ انام فرد آقا تھا زمانے میں تو نایاب غلام
ساتھ مولاؑ کے فریضے کو ادا کرنے لگے
نیتیں باندھ کے سب یادِ خدا کرنے لگے ٨

اِک طرف محوِ عبادت تھے مُصلّے پہ حضور اِک طرف حمدِ خدا کرتے تھے صحرا کے طیور
وہ سماں دشت کا وہ قدرتِ خالق کا ظہور وہ شفق چرخ پہ پھولی ہوئی وہ عالمِ نور
چَھن کے گردوں سے جو نورِ سحری گرتا تھا
زمزمہ سنج ہر اِک مرغِ چمن پھرتا تھا ٩

وہ بیاباں وہ ہوا سرد وہ پھولوں کی مہک صدفِ گُل میں وہ ہر سُو دُرِ شبنم کی جھلک
صورتِ نورِ سحر نہر کے پانی کی چمک دل کو پامال کئے دیتی تھی سبزے کی لہک
صبح دم دشت سے ٹھنڈی جو نسیم آتی تھی
گُلِ خودرو کی ہر اِک سُو سے شمیم آتی تھی ١٠

متبسم کہیں غنچے تو شگفتہ کہیں گُل پھول لالے کا ہر اِک رشک دہِ ساغرِ مُل
وہ اُلجھنا کبھی سنبل کا بشکلِ کاکُل عشقِ گُل میں کبھی مستانہ وہ شورِ بلبل
دامِ اُلفت میں عنادل کے جو دل پھنستے تھے
مسکرا دیتے تھے غنچے بھی جو گُل ہنستے تھے

www.emarsiya.com

۱۱

مہر کا نور سے بھرنے جو لگا پیمانہ　　شور مرغانِ نوا سنج کا تھا مستانہ
جھوم کر بادِ صبا کا کبھی آنا جانا　　بلبلیں گر رہی تھیں پھولوں پہ بیتابانہ
کچھ عجب رنگ تھا اُس زمزمہ پردازی کا
عشقِ معبود میں دم بھرتی تھیں جانبازی کا

۱۲

آبِ شبنم سے گلوں کا وہ کبھی منہ دھونا　　دلِ بلبل میں کبھی تخمِ محبت بونا
کبھی فریاد پہ قمری کی شگفتہ ہونا　　رشکِ حسرت سے کبھی حال پہ شہؑ کے رونا
باغِ زہراؑ پہ خزاں آئی تھی جاں کھوتے تھے
گُل تھے پژمردہ تو مرغانِ چمن روتے تھے

۱۳

بال بکھرائے تھے سُنبل نے میانِ گلزار　　چشمِ نرگس پہ ہویدا تھا کہ ہے یہ بیمار
غم سے جھک جھک کے گرے پڑتے تھے ہر سُو اشجار　　نہ کہیں زمزمہ تھا اور نہ کہیں صوت ہزار
نہ گلوں میں وہ لطافت نہ خود آرائی تھی
چُپ تھے مرغانِ چمن غم کی گھٹا چھائی تھی

۱۴

خشک تھالے تھے نہ تھی نام کو پانی کی تری　　ڈالیاں سوکھ کے کانٹا تھیں درختوں کی ہری
خاک اُڑاتی ہوئی پھرتی تھی نسیمِ سحری　　عندلیبوں کی فغاں صورتِ کوسِ سفری
شور تھا داخلۂ فصلِ خزاں ہوتا ہے
کارواں دورِ گُلِ تر کا رواں ہوتا ہے

۱۵

جب فریضے کو ادا کر چکے شاہِ ابرارؑ　　سجدے کر کر کے مصلّے سے اُٹھے سب دیں دار
کوئی غازی، تو مجاہد تھا کوئی نیک شعار　　اذن لے لے کے سجے تن پہ ہر اِک نے ہتھیار
یہ خوشی تھی کہ بُنِ کفر کو برباد کریں
حق پہ مرجائیں، کہیں خُلد کو آباد کریں

www.emarsiya.com

١٦

جا کے خیمے سے برآمد جو ہوئے شاہِ ہدیٰ   دی یہ ہر اِیک کو عباسِؑ دلاور نے صدا
اُٹھو تعظیم کو اے غازیو، آئے آقا   یک بیک جلوۂ معبود نظر آنے لگا
رُخِ سرور سے جو اِک نور کا شعلہ چمکا
سب پہ روشن یہ ہوا طُور کا شعلہ چمکا

١٧

جلوہ گر جب ہوا وہ بادشہِؑ پاک نسب   باندھ کر صف کو خمیدہ ہوئے تسلیم کو سب
اس طرح جمع ہوئے آکے شجاعانِ عرب   گرد ہوں ماہ کے جس طرح ستارے باادب
غُل ہوا چار طرف شاہِ حجازی آئے
کہا عباسؑ نے ہاں شاہ کا تازی آئے

١٨

لائے خادم درِ دولت پہ جو شہؑ کا رہوار   کس تجمّل سے بشاشت سے ہوئے آپؑ سوار
لی جو حضرت نے عنانِ فرسِ برق شعار   دی صدا فتح و ظفر نے کہ زہے عزّ و وقار
ساتھ گھوڑوں پہ جوانانِ خوش انفاس چلے
تھام کر زیں کو پیادہ مگر، عباسؑ چلے

١٩

مڑ کے حضرت نے جو عباسؑ کا دیکھا یہ حال   دل تڑپنے لگا پہلو میں ہوا رنج کمال
رو کے کہنے لگے بھائی سے شہِؑ نیک خصال   اب خجل ہوتا ہے تم سے اسداللہ کا لال
دل کو بھائی کے نہ لِلّٰہ دُکھاؤ بھائی
پا پیادہ نہ چلو گھوڑے پہ آؤ بھائی

٢٠

عرض کی جوڑ کے ہاتھوں کو یہ جرّار نے تب   آرزو آج یہ خادم کی ہے یا شاہِ عرب
تھام کر دامنِ زیں ساتھ چلوں میں باادب   کہا شہؑ نے مرے سر کی قسم اسوار ہو اب
دی قسم شاہؑ نے جب سر کی تو ناچار ہوئے
چھوڑ کر زینِ فرس رخش پہ اسوار ہوئے

www.emarsiya.com

۲۱

رن میں پہنچے شہِ والا جو بصد جاہ و حشم ہوئے استادہ صفیں باندھ کے سارے ہمدم
گاڑ کر حضرتِ عباسؑ نے لشکر کا علم دی صدا فوجِ مخالف کو کہ لو آگئے ہم
مستعد جنگ پہ ہو ہو کے شریر آنے لگے
۲۲ نعرہ شبیرؑ کا ہونا تھا کہ تیر آنے لگے

اذن لے لے کے بڑھے شہ کے رفیق وانصار جم کے ایک ایک نے کی فوجِ لعیں سے پیکار
لڑ کے لاکھوں سے وہ پیاسے ہوئے جب شہ پہ نثار آئی حضرت کے عزیزوں کے وغا کرنے کی بار
دشت روشن ہوا دو عرش کے تارے نکلے
۲۳ جنگ کو مسلمِ مظلوم کے پیارے نکلے

تیغیں ہاتھوں میں لئے رن میں وہ پہنچے جس آں حملہ ور فوجِ عدو پر ہوئے جوں شیرِ ژیاں
جبکہ مقتل میں وہ گل ہوگئے پامالِ خزاں غُل ہوا باغیوں میں کٹ گئے دو سروِ رواں
لاشیں اُن دونوں کی میداں سے جو سرورؑ لائے
۲۴ بھانجے اذن طلب ماموں سے ہونے آئے

صورتیں دیکھ کے اُن دونوں کی بولے شہِؑ دیں کھیل کے دن ہیں ابھی، جنگ کی عمریں یہ نہیں
گر پڑے پاؤں پہ حضرت کے جو وہ ماہ جبیں کہا راضی ہے بہرحال یہ ناشاد و حزیں
لو اُٹھو روؤ نہ اے نیک شعارو پیارو
۲۵ داغ دے کر ہمیں میداں کو سدھارو پیارو

پا کے رخصت، ہوئے خنداں وہ دلیر وصفدر پہنچے میدان میں تولے ہوئے شمشیر و سپر
تیغیں اُن دونوں کی چمکیں جو سپاہِ شر پر دم میں فوجِ ستم آرا کو کیا زیر و زبر
پھر گھٹا کفر کی اُن دونوں پہ چھائی رن میں
خاک میں مل گئی زینبؑ کی کمائی رن میں

www.emarsiya.com

۲۶

لاشیں خواہر کے جو فرزندوں کی لائے سرورؑ   تب ہوا عازمِ جنگاہ یتیمِ شبّرؑ
رو کے عمّو سے یہ کہنے لگا وہ نیک سیر   دیجئے اذنِ وغا اب مجھے بہرِ داور
سب عزیزانِ حق آگاہ سدھارے رن میں
ہم تو جیتے ہیں برادر گئے مارے رن میں

۲۷

شہؑ نے رو رو کے بھتیجے کو جو دی رن کی رضا   حرمِ پاک میں آفت کا ہوا شور بپا
واہ رے جراتِ ابنِ حسنؑ سبز قبا   فوجِ اعدا میں وہ جرّار در آیا تنہا
برقِ شمشیر سے کفّار کے جی چھوٹ گئے
جتنے باندھے تھے پرے فوج نے سب ٹوٹ گئے

۲۸

خوں بھری لاش کو قاسم کی بھی جب شہ لائے   غیظ میں مثلِ اسد حضرتِ عباسؑ آئے
عرض کی آپ نے یا شاہؑ بڑے دُکھ پائے   اب اگر حکم ہو آقا کا تو خادم جائے
ہیں حرم خیمے میں نالاں مرا خوں گھٹتا ہے
دیکھ کر لاشۂ قاسمؑ کو جگر پھٹتا ہے

۲۹

ہے سوا اِس کے صغیروں پہ عجب رنج و تعب   پیاس اس قہر کی ہے، خشک ہیں گلبرگ سے لب
چین اصغر کو بھی گہوارے میں آتا نہیں اب   کچھ عجب حال سکینہؑ کا ہے، یا شاہِ عربؑ
گہہ تڑپتی ہے کبھی اشکوں سے منہ دھوتی ہے
پانی پانی کبھی کہتی ہے، کبھی روتی ہے

۳۰

یہ سخن کہہ کے بھر آیا دلِ عباسؑ حزیں   نہ رہی تاب تو رونے لگے ہو کر غمگیں
دیکھا جب بھائی کا یہ حال تو بولے شہِ دیں   جاؤ رخصت کے لئے خیمے میں اے ماہ جبیں
ہم تو راضی ہیں جو مالک کی رضا ہو بھائی
مل لو اُن سب سے تو پھر ہم سے جدا ہو بھائی

www.emarsiya.com

۳۱

سُن کے یہ خیمے کی جانب ہوئے عباسؑ رواں　　شہؑ جگر تھامے ہوئے ساتھ تھے با آہ وفغاں
پہنچا دروازے پہ خیمے کے جو وہ شیرِ ژیاں　　بڑھ کے فضہؓ نے صدا بیبیوں کو دی اُس آں
ہے قیامت کی گھڑی شہؑ کے اخی آتے ہیں
۳۲ سب سے ملنے کو علمدارِ جری آتے ہیں

ذکر یہ تھا کہ یکایک ہوئے داخل عباسؑ　　دیکھا ہر بی بی کا اندوہ سے چہرہ ہے اداس
آئے تسلیم کو جب زینبؑ وکلثوم کے پاس　　لے کے بہنوں نے بلائیں کہا باصد غم و یاس
رحم اب فاطمہؑ کے لال پہ کھاؤ بھائی
۳۳ بھائی کو چھوڑ کے مرنے کو نہ جاؤ بھائی

جوڑ کر ہاتھوں کو عباسؑ یہ بولے با ادب　　آپ پر خوب ہے روشن کہ جو ہے دل کو تعب
کوئی باقی نہ رہا یاورِ سلطانِ عرب　　اِک یہ خادم ہے اور اِک اکبرِ مہرو ہیں اب
فوجِ اعدا کی چڑھائی ہے شہِ والا پر
۳۴ صدقے کس طرح نہ ہوئے یہ غلام آقا پر

بولیں بہنیں یہ سُخن سن کے کہ جاؤ بھائی　　شہِ مظلوم پہ جاں اپنی گنواؤ بھائی
اپنے فرزندوں کے دل کو نہ کڑھاؤ بھائی　　رو رہے ہیں انہیں چھاتی سے لگاؤ بھائی
شب کو خیمے میں نہ آؤ گے تو گھبرائیں گے
۳۵ اب یہ بچے تمھیں دنیا میں کہاں پائیں گے

جب دلاور نے سُنے یہ سُخنِ غم افزا　　اپنے دلبندوں کو سینے سے لگا کر یہ کہا
جا کے اب ہم شہِ مظلوم پہ ہوتے ہیں فدا　　عرض کی بیٹوں نے رو رو کے سدھارو بابا
اب نہیں ضبط کی طاقت ہے یہ دل کہنے لگا
روئے عباسؑ تو آنکھوں سے لہو بہنے لگا

www.emarsiya.com

۳۶

ابھی رخصت نہ ہوا تھا وہ فدائی شہؑ کا   کہ سکینہؑ نے کہا آؤ اِدھر آؤ چچا
پیاس سے خشک ہے دیکھو مرا ننھا سا گلا   گئے عباسؑ قریں اور یہ رو رو کے کہا
پانی لاتے ہیں نہ اب اشک بہاؤ بی بی
کوئی مشکیزہ جو ممکن ہو تو لاؤ بی بی   ۳۷

دیا مشکیزہ سکینہؑ نے جو لا کر اِک بار   مِل کے ہرایک سے رخصت ہوا وہ عرش وقار
یوں برآمد ہوا خیمے سے علیؑ کا دلدار   جس طرح ہوتی ہے گلشن سے جدا فصلِ بہار
دل سنبھالا نہ گیا جب تو بصد یاس گری
درِ خیمہ کے قریں زوجۂ عباسؑ گری   ۳۸

شہؑ کے نزدیک جو آیا وہ گُلِ باغِ وفا   دیکھا ہیں خاک پہ بیٹھے ہوئے سلطانِ ہدا
رکھ کے سر پاؤں پہ اُس صفدرِ غازی نے کہا   اب نہ فرمایئے بندے کو مخجل اے مولاؑ
یہ سخن کہہ کے جو عباسِؑ حزیں رونے لگے
سر کو چھاتی سے لگا کر شہِ دیں رونے لگے   ۳۹

تھام کر دل کہا ہے ہے مرے صفدر بھائی   اے مرے قوتِ بازو مرے یاور بھائی
ٹوٹتی ہے کمرِ سبطِ پیمبرؐ بھائی   آج چھٹتا ہے برادر سے برادر بھائی
ہائے تنہا سے عجب وقت میں منہ موڑتے ہو
بھائی اِس عالمِ غربت میں ہمیں چھوڑتے ہو   ۴۰

کہہ کے یہ خاک پہ تڑپے جو امامِ ذیشاں   جوڑ کر ہاتھ یہ کی عرض جری نے اُس آں
آگئی خیمۂ اطہر کے قریں فوجِ گراں   اذنِ آخر مجھے اب دیجئے یا شاہِ زماں
بولے شہؑ خنجرِ غم دل پہ نہ مارو بھائی
خیر مرضی جو یہی ہے تو سدھارو بھائی

www.emarsiya.com

۴۱

اذن پاکر ہوا اسوار فرس پر وہ جری　　ہاتھ میں باگ جو لی بن گیا رہوار پری
یوں چلا ناز سے وہ رشک دہِ کبکِ دری　　جس طرح جھوم کے چلتی ہے نسیمِ سحری

صدقے ہونے کے لئے بادِ بہاری نکلی
غُل تھا پریوں میں سُلیماں کی سواری نکلی ۴۲

حبّذا راکبِ محبوب زہے حُسنِ سمند　　جس کا ہے نور کے سانچے میں ڈھلا اِک اِک بند
کہئے سرعت کو تو ہے پیکِ صبا سے دہ چند　　واں پہنچتا ہے جہاں وہم کی پہنچے نہ کمند

دم میں طے دائرۂ ارض کو کر جاتا ہے
پھر اُسی طرح سے مرکز پہ نظر آتا ہے ۴۳

بے بدل مرکبِ جاں دار تو راکب نایاب　　جس کے نورِ رُخِ پُر نور سے عالم بیتاب
وہ عرق عارضِ گلگوں پہ خجل جس سے گلاب　　چشمِ بد دور وہ حُسنِ قد و بالا وہ شباب

شور تھا یوں تو بہت ماہ جبیں دیکھے ہیں
پر کہیں خلق میں ایسے بھی حسیں دیکھے ہیں ۴۴

مہر ہوتا ہے خجل چاند سی صورت دیکھو　　جان لینے کو قیامت ہے یہ قامت دیکھو
رعب و اقبال و حشم ہمت و شوکت دیکھو　　آب زہرے میں ذرا شیر کی صولت دیکھو

خوف سے فوج کے سب بانئ شر کانپتے ہیں
تیغ ابھی میان میں ہے اور جگر کانپتے ہیں ۴۵

گھوڑا ڈپٹا کے قریں فوج کے آیا وہ دلیر　　اور یہ فرمایا کہ میں شیرِ الٰہی کا ہوں شیر
میرے بابا نے کیا مرحبِ مردود کو زیر　　فوجِ جنّات پہ طاری ہے مہیبِ شمشیر

فوجِ ناری میں جواں اور مُسن کانپتے تھے
جنگ جب بیرِ علم میں ہوئی جن کانپتے تھے

www.emarsiya.com

۴۶

میرے بابا کا کوئی خلق میں ہمسر نہ ہوا دیو بھی اُن سے کبھی جنگ میں سر بر نہ ہوا
کوئی دنیا میں جری شہؑ کے برابر نہ ہوا کون سا معرکہ بابا سے مرے سر نہ ہوا
فتح خیبر کو کیا کفر کا دفتر پھاڑا
۴۷ طفل تھے مہد میں جب کلۂ اژدر پھاڑا

حق سے باطل کو جُدا فاتحِ خیبر نے کیا سرنگوں کعبے میں اصنام کو حیدرؑ نے کیا
جو کسی سے نہ ہوا وہ شہِ صفدر نے کیا مختصر یہ ہے وہی اپنا پیمبرؐ نے کیا
سب اماموں پہ شرف پاکے سرافراز ہوئے
۴۸ دوشِ احمدؐ پہ چڑھے خلق میں مُمتاز ہوئے

خوب واقف ہو اُسی شاہ کا دلبند ہوں میں مجھ سے اللہ ہے خوش حق سے رضامند ہوں میں
جنگ میں فوجِ ستمگار سے کب بند ہوں میں اسداللہ سے جرّار کا فرزند ہوں میں
غافلو دعویٰ جرات ہے تو ہشیار رہو
۴۹ شیر آتا ہے ترائی سے خبردار رہو

کہہ کے یہ آپ نے لی میان سے شمشیرِ دوسر ابر سے برقِ جہندہ نکل آئی باہر
سر اُڑانے لگی گر گر کے صفِ اعدا پر دم میں لشکر کے پرے کردئے سب زیروزبر
فتح ہاتھ آئی جدھر وہ ظفر اندیش چلی
۵۰ لاکھ روکا پہ کسی کی بھی نہ کچھ پیش چلی

دست و پا جنگ میں ہر ایک کے بیکار ہوئے منہ کٹے اُن کے مقابل جو نمودار ہوئے
جب چلی رن میں پرے فوج کے مسمار ہوئے پُل سروں کے ہوئے اور لاشوں کے انبار ہوئے
گرتی تھی شعلہ صفت آگ لگانے کے لئے
برق تھی خرمنِ ہستی کو جلانے کے لئے

www.emarsiya.com

۵۱

میمنہ پر کبھی گہہ میسرہ والوں پہ گری
کبھی فوجوں پہ چلی گاہ رسالوں پہ گری
ٹکڑے ٹکڑے کیا جب ظلم خصالوں پہ گری
اُڑ گئے پھول جو فولاد کی ڈھالوں پہ گری
دی صدا موت نے جب رنگ مبدّل پایا
نخلِ بغض و حسد و ظلم کا کیوں پھل پایا

۵۲

سَن سے جب آئی تو سر تن سے اُڑایا اُس نے
دو کیا سامنے اپنے جسے پایا اُس نے
صاف بجلی کا سب انداز دکھایا اُس نے
جب گری لشکرِ ناری کو جلایا اُس نے
شور تھا قہر ہے دم وقتِ روانی اس کا
خاصیت آگ کی سب رکھتا ہے پانی اس کا

۵۳

کردیے ڈھیر سروں کے وہ جدھر جاکے پھری
دم میں تصویرِ اجل فوج کو دکھلا کے پھری
ابر میں ڈھالوں کے جب برق صفت آ کے پھری
مینہ لہو کا صفِ کفار میں برسا کے پھری
اس طرح جنگ میں اُس روز وہ خونخوار چلی
کہ نہ پھر خلق میں ایسی کبھی تلوار چلی

۵۴

ڈر سے اُس تیغ کے سب اہلِ ستم بھاگتے تھے
سر جو کٹتے تھے تو وہ شوم قدم بھاگتے تھے
غول کے غول جو اعدا کے بہم بھاگتے تھے
پھینک کر رن میں علمدار علم بھاگتے تھے
اس پہ بھی تیغِ دو دم سے نہ اماں ملتی تھی
جس طرف جاتے تھے عباسؑ زمیں ہلتی تھی

۵۵

دی علمدار نے اُس فوجِ گراں کو جو شکست
سب کے جی چھوٹ گئے اور ہوئے حوصلے پست
رنگ یہ دیکھ کے جھنجھلا گیا اِک نفس پرست
نہ رہی تاب تو لشکر سے بڑھا وہ بدمست
طیش کھاتا ہوا جب چھیڑ کے مرکب نکلا
غُل ہوا جنگِ یداللہ کو مرحب نکلا

www.emarsiya.com

۵۶

سامنے آ کے وہ کرنے لگا یہ لاف زنی ہے مجھے دعویٰ شیر افگنی و پیل تنی
مجھ سے بڑھ کر نہیں اب کوئی شجاعت کا دھنی برق ہے تیغ عدو کش مرے نیزے کی انی
کتنے بے جاں کئے رستم سے دلاور میں نے
سینکڑوں معرکۂ جنگ کئے سر میں نے

۵۷

جنگِ صفین و جمل خندق و خیبر میں رہا ہو کوئی مدِّ مقابل اسی چکر میں رہا
جب لڑائی ہوئی غالب صفِ لشکر میں رہا آج تک رزم کا سودا فقط اِس سر میں رہا
بارہا جعفرِ طیّار سے بھی جنگ ہوئی
مجھ سے اور حیدرِؑ کرّار سے بھی جنگ ہوئی

۵۸

غیض میں آ گیا یہ سُن کے علیؑ کا دلدار کہا بس لاف زنی ہوچکی او ناہنجار
تیغ لے میان سے اب جلد، نہیں دل کو قرار تو فرس پر ہے ترے سر پہ اجل ہے اسوار
دم میں یہ فرقِ نجس تن سے اُڑا دیتا ہوں
دیکھ اس چرب زبانی کی سزا دیتا ہوں

۵۹

منہ سے لے نامِ علیؑ کب یہ روا ہے ظالم سامنے اُن کے حقیقت تری کیا ہے ظالم
کیا تو مرحب سے بھی قوت میں سوا ہے ظالم اُن سے لڑ کر کوئی جیتا بھی بچا ہے ظالم
کب کا او دشمنِ دیں زیرِ لحد سوتا بھی
جنگ اُس شیر سے کرتا تو یہاں ہوتا بھی

۶۰

اب نہیں صبر ہے اے ساقیِ گلفام مجھے دل ہے بیتاب نہ راحت ہے نہ آرام مجھے
رند ہوں فکر یہی ہے سحر و شام مجھے لا کے دے بادۂ کوثر سے کوئی جام مجھے
نشے میں معرکۂ جنگ کا چربہ کھینچوں
دنگ ہوں مانیؔ و بہزادؔ وہ نقشہ کھینچوں

www.emarsiya.com

۶۱

جوش پر آج مری طبع رسا ہے ساقی بزم میں رزم کو دل ڈھونڈھ رہا ہے ساقی
معرکہ حشر کا میداں میں بپا ہے ساقی غیض میں ابنِ شہِ قلعہ کشا ہے ساقی
سُرخ چہرہ ہوا دریائے غضب چڑھتا ہے
جنگ کو ساقیِ کوثر کا پسر بڑھتا ہے

۶۲

مستعد رزم پہ اس سمت ہے حیدرؑ کا پسر اُس طرف جنگ پہ آمادہ ہے وہ بانیٔ شر
اِس طرف تیغِ دودم ہاتھ میں نیزہ ہے اُدھر ہنس کے فرماتے ہیں عباسؑ جری بڑھ بڑھ کر
اور مہمانِ جہاں چند نفس ہے ظالم
کر کوئی وار اگر دل میں ہوس ہے ظالم

۶۳

دیر کس بات کی ہے جنگ میں وقفہ کیا ہے ہاں یہی گو یہی میدان ہے عرصہ کیا ہے
یہ پس و پیش کا باعث نہیں کھلتا کیا ہے تن سے سر کٹنے کا ظالم تجھے دھڑکا کیا ہے
کس لئے جان چُراتا ہے وغا کرنے سے
کیسا جی دار ہے ڈرتا ہے شقی مرنے سے

۶۴

یہ سخن سنتے ہی جھنجھلا گیا وہ ظلم پسند غیظ میں آکے کیا نیزۂ خطی کو بلند
آپ نے کھینچ کے تلوار بڑھایا جو سمند کر دیا نیزۂ خاطی کا جدا اِک اِک بند
نہ وہ گس بل تھا نہ وہ تاب وتواں ہاتھ میں تھی
تھی سناں خاک پہ اُفتادہ بُناں ہاتھ میں تھی

۶۵

اس خطا کار نے پھر لے کے کماں سر کیا تیر واں چلا تیرٔ ادھر چل گئی تن سے شمشیر
تیر کٹ کر جو گرا شرم ہوئی دامنگیر تول کر گرزِ گراں سر کو بڑھا تب وہ شریر
ہاتھ اُٹھنا تھا کہ تھا ہاتھ پہ جرّار کا ہاتھ
چھُٹ گیا گُرز لگا کانپنے غدّار کا ہاتھ

www.emarsiya.com

۶۶
زرد رنگت ہوئی ظالم کی اُڑے ہوش و حواس یہ ہوا خوف کہ جینے سے بھی دل کو ہوئی یاس
چھا گیا جبکہ ستمگار کے چہرے پہ ہراس ہنس کے فرمانے لگے تب یہ جنابِ عباسؑ
جس پہ تھا روم ورے وشام میں اِک شور ترا
کیوں ستمگار بتا کیا ہوا وہ زور ترا

۶۷
بس اسی زور پہ تھا حضرتِ جعفرؓ سے لڑا کیوں اسی منہ سے یداللہ دلاور سے لڑا
اِن حواسوں پہ محمدؐ کے برادر سے لڑا تُو تو کہتا تھا کہ میں فاتحِ خیبر سے لڑا
ایک جھٹکے میں یہ عالم ہے کہ دل ٹوٹ گیا
گُرز کیا ہاتھ سے چھوٹا ترا جی چھوٹ گیا

۶۸
رنگِ رُخ ہے متغیر ترا او بانیٔ شر اتنی سی دیر میں بے ہوش، گئے ہوش کدھر
خوف سے کس لئے لرزاں ہے سنبھل او خودسر حوصلہ ہے تو دکھا تیغ کے بھی کچھ جوہر
روح سے تن کا ہے چھٹنے کو قفس او ظالم
کوئی باقی نہ رہے دل میں ہوس او ظالم

۶۹
دم بہ دم تیغِ زباں کے جو چلے اُس پر وار سینہ و قلب و جگر ہوگیا ظالم کا فگار
کسی پہلو نہ پڑا جب دلِ مضطر کو قرار ہو کے بیتاب جفا کار نے کھینچی تلوار
گو نہ تدبیر کچھ اُس کی دمِ پیکار چلی
پر قیامت کی ہوئی جنگ وہ تلوار چلی

۷۰
تھک گیا ہاتھ جب اُس کا تو یہ غازی نے کہا او شقی اب اجل آتی ہے خبردار ذرا
بھاگ جانے کا اُدھر قصد ستمگر نے کیا سرِ مغرور پہ یاں چل گئی شمشیرِ قضا
ہل گئی رن کی زمیں کوہِ گراں پھٹ کے گرا
نصف اِدھر کٹ کے گرا نصف اُدھر کٹ کے گرا

www.emarsiya.com

۷۱

مار کر اُس کو کیا نعرۂ تکبیر بلند　　مُڑ کے پھر سوئے ترائی کیا مہمیز سمند
کُھل گئے نہر پہ جانے کے جو تھے رستے بند　　روکتا کون یہ تھے عقدہ کشا کے فرزند
غُل تھا تولے ہوئے شمشیر دلیر آتا ہے
چھوڑ دو گھاٹ کہ بپھرا ہوا شیر آتا ہے　۷۲

خضر کی طرح ترائی میں جو در آئے جناب　　دوڑے الیاسؑ کہ چومیں قدمِ پاک شتاب
بہرِ تعظیم اٹھے شوق سے پانی پہ حباب　　نکلی خوش ہو کے زیارت کو ہر اِک ماہیٔ آب
نہر پا بوسیٔ غازی سے شرف پانے لگی
جو اُٹھی موج وہ سر پاؤں سے ٹکرانے لگی　۷۳

آپ نے سوچ کے کچھ چھوڑ دی گھوڑے کی عناں　　کہا تُو پی لے کہ دو روز سے ہے تشنہ دہاں
عرض کی اُس نے اشارے سے کہ اے مرتبہ داں　　تشنہ حضرت رہیں تر ہو مری پانی سے زباں
بے زباں گو کہ ہوں پر مجھ کو حیا ہے مولاؑ
یہ بھی دُنیا میں کوئی شرطِ وفا ہے مولاؑ　۷۴

سمجھے عباسِ دلاور جو اشارہ اُس کا　　ہاتھ گردن پہ رکھا پیار سے اور رو کے کہا
مرحبا یاد رہے گی تری اے رخش وفا　　بس یہ فرما کے جُھکے مشکِ سکینہؑ کو بھرا
تشنہ لب بازوئے سلطانِ حجازی نکلا
نہر سے ہاتھ بھی تر کر کے نہ غازی نکلا　۷۵

رکھ کے مشکیزے کو جب دوش پہ لی خیمے کی راہ　　ماہ پر ابر کی صورت امنڈ آئی وہ سپاہ
کب تلک پیاس میں دو دن کی کریں جنگ یہ آہ　　زخم کھانے لگے گھر گھر کے ہوا حال تباہ
شور تھا آگے فرس کو نہ بڑھانے دینا
شیر کو بچ کے ترائی سے نہ جانے دینا

www.emarsiya.com

٧٦

وا دریغا کہ ابھی آپ تھے سرگرمِ وغا ناگہاں چل گئی شانے پہ کوئی تیغِ جفا
جس سے لڑتے تھے وہی ہاتھ قلم ہو کے گرا اب یہ بے دست اُدھر اہلِ جفا کا نرغہ
کس طرح جنگ کریں فوجِ ستم کو روکیں
٧٧ ہائے اب مشک بچائیں کہ علم کو روکیں

حبّذا جراتِ بازوئے شہنشاہِ انام دوسرے ہاتھ سے پھر مشک و علم کو لیا تھام
اہلِ دل روئیں کہ رونے کا اب آتا ہے مقام چل گئی اُس پہ بھی آخر کسی ظالم کی حسام
دل کو اُس وقت میں بھی پیاسوں سے پھرنے نہ دیا
٧٨ گر پڑا شہ کا علم مشک کو گرنے نہ دیا

کٹ کے ریتی پہ جو گرنے لگا دستِ سرور مشک کے تسمے کو دانتوں سے دبایا جُھک کر
ناوکِ ظلم لگانے لگے جب بانئ شر غم سے بیتاب ہوا سینۂ سوزاں میں جگر
زخم پر زخم تنِ زار پہ خود کھاتے تھے
٧٩ تیر جب آتا تھا مشکیزے پہ جُھک جاتے تھے

لاکھ کد کی کہ کسی طرح سے یہ مشک بچے پر کئی تیرِ ستم اُس پہ بھی آ آ کے پڑے
آب بہنے جو لگا اور بھی بیتاب ہوئے چل گئے سینۂ صد چاک پہ غم کے نیزے
یک بیک گُرز پڑا سر پہ کسی کا آکر
٨٠ گر پڑے گھوڑے سے عباسِؑ علیؑ تیورا کر

شہؑ نے اکبرؑ سے کہا کچھ نہیں کُھلتا ہے سبب خودبخود کیوں یہ مرے بازوؤں میں درد ہے اب
کیا ہے کیوں خم ہوئی جاتی ہے کمر ہائے غضب نہیں معلوم ہوا کیا مرے بھائی پہ تعب
دل بھرا آتا ہے دم سینے میں گھبراتا ہے
دیکھیں کیا چرخ ہمیں حادثہ دکھلاتا ہے

www.emarsiya.com

۸۱

ذکر اکبرؑ سے ابھی کرتے تھے یہ شاہِ ہدا   یک بیک طبلِ ظفر لشکرِ اعدا میں بجا
شہ نے فرمایا کہو خیر ہے اے ماہِ لقا   عرض کی نہر پہ مارے گئے عموں بابا
جلد چلئے کہ ستم کچھ نہ بد افعال کریں
کہیں ایسا نہ ہو لاشے کو بھی پامال کریں

۸۲

ابھی بیتاب و پریشاں تھے امامِ ذیجاہ   کہ ندا رن سے علمدار کی آئی ناگاہ
میہماں اور کوئی دم کا ہے خادم یا شاہ   جلد دیدار دکھا جایئے آکر لِلّٰہ
روح تڑپے گی نہ گر نزع میں آپ آئیں گے
دیر ہوگی تو نہ حضرت مجھے پھر پائیں گے

۸۳

یہ صدا سُنتے ہی مقتل کو چلے شاہِ اُمم   کیا بیاں ہو کہ جو تھا حال پریشاں اُس دم
فرق آنکھوں کی بصارت میں کمر ضعف سے خم   یہ نقاہت تھی کہ اُٹھتے تھے نہ زنہار قدم
جب اخی کہتے تھے دل غم سے تڑپ جاتا تھا
ناتوانی سے ہر اِک گام پہ غش آتا تھا

۸۴

رو کے فرماتے تھے اکبر سے کہ اے جانِ پدر   لاش بھائی کی نہیں آتی ہے بھائی کو نظر
تم بتاؤ کہ گرے گھوڑے سے عباسؑ کدھر   عرض کی نہر پہ ہوتا ہے گماں یا سرورؑ
مشک بھر کر جو ترائی سے پھرے ہوئیں گے
ہو کے مجروح اُسی جا پہ گرے ہوئیں گے

۸۵

پہنچے جس وقت قریں نہر کے شاہِ شہدا   لاشِ عباسؑ کو اکبرؑ نے تڑپتا دیکھا
عرض کی شہؑ سے ادھر دیکھئے جلدی بابا   چرخ نے ہائے غضب حال یہ کیا دکھلایا
دونوں شانے ہیں قلم آنکھوں سے خوں جاری ہے
ہچکیاں لے رہے ہیں خُلد کی تیاری ہے

www.emarsiya.com

٨٦

آئے بھائی کے سرہانے جو امامِ کونین سر رکھا زانوئے اقدس پہ بصد شیون و شین
خاک و خوں رُخ سے چھُڑانے لگے رو رو کے حسینؑ منہ پہ منہ رکھ کے یہ فرمایا کہ اے قلب کے چین
راہ میں ٹھوکریں بھی کھائی ہیں دُکھ پائے ہیں
٨٧ کھول دو آنکھوں کو عباسؑ کہ ہم آئے ہیں

بُلبلِ زار نے پائی گُلِ زہرا کی جو بو چشم وا ہوگئی بہنے لگے رُخ پر آنسو
شہؑ نے فرمایا کہ کیا حال ہے کیوں اے مہرو عرض کی زخمی ہے سر، شانوں سے بہتا ہے لہو
دردِ دل گاہ کبھی دردِ جگر ہوتا ہے
٨٨ اب کوئی دم میں مسافر کا سفر ہوتا ہے

کہا شہؑ نے یہ سخن سُن کے بصد درد و بُکا لے چلیں خیمۂ عصمت میں تمھیں کیوں بھیّا
رو کے غازی نے یہ کی عرض کہ یا شاہِ ہُدا آتی ہے بالی سکینہؑ سے مجھے شرم و حیا
منتظر ہوگی کہ اب نہر سے آب آتا ہے
٨٩ روبرو جاتے ہوئے اُس کے حجاب آتا ہے

گفتگو شہؑ سے یہ کرتا تھا ابھی وہ جرّار کہ ہوئے موت کے چہرے سے نمایاں آثار
آگیا رُخ پہ عرق، سانس کا بگڑا جو شمار رہ گئے ہل کے دمِ نزع لبِ گوہر بار
کر کے شبّیرؑ کو بس گور کنارے عباسؑ
٩٠ ہچکیاں لے کے سوئے خُلد سدھارے عباسؑ

شاہ سر پیٹ کے چلّائے کہ ہے ہے بھائی میں تو جیتا رہا اور حیف تمھیں موت آئی
کیا مُصیبت فلکِ پیر نے اب دکھلائی ہائے یہ عالمِ غُربت یہ مری تنہائی
کیا خطا ہم سے ہوئی آپ جو منہ موڑ گئے
ساتھ بتّیس برس رہ کے ہمیں چھوڑ گئے

www.emarsiya.com

۹۱

لاشِ عباسؑ پہ سر پیٹتے تھے یاں سرور　　کہ بپا خیمۂ عصمت میں ہوا اِک محشر
عرض کی اکبرِؑ مہرو نے قدم پر گر کر　　قہر ہوتا ہے نکلتے ہیں حرم ننگے سر
چھوڑیئے لاش دلِ زار پہ غم لے چلیئے
ساتھ خیمے میں بس اب مشک وعلم لے چلیئے ۹۲

سُن کے یہ لاش برادر سے اُٹھے شاہِ اُمم　　کہا اللہ کو سونپا تمھیں لو جاتے ہیں ہم
بس یہ فرما کے چلے روتے ہوئے سوئے حرم　　علیؑ اکبر لئے تھے ہاتھ میں مشک اور علم
دل سنبھالے ہوئے جب خلق کا سردار چلا
ساتھ روتا ہوا عباسؑ کا رہوا چلا ۹۳

آپ جب اشک فشاں خیمے کے اندر آئے　　سر جُھکائے علم و مشک کو اکبرؑ لائے
روکے زینبؑ نے یہ کی عرض کہ اے ماں جائے　　کہیئے عباسِ علمدار نے کیا دُکھ پائے
کہا شہؑ نے وہ چھٹے رنج والم ساتھ ہوئے
اے بہن بھائی کے شانوں سے قلم ہاتھ ہوئے ۹۴

کبھی بے کس سے نہ ہوتا تھا جُدا جو دم بھر　　حیف ہے اب وہی بے دست پڑا ہے خواہر
کہہ دو یہ بالی سکینہؑ سے کہ اے جانِ پدر　　مر گیا نہر پہ سقائے حرم پیٹو سر
جان دی شیر نے دریا پہ پریشانی سے
دشمنوں نے تمھیں محروم رکھا پانی سے ۹۵

اب تو بزمؔ جگر افگار نہیں تابِ سخن　　دلِ صد چاک پہ طاری ہے غم و رنج ومحن
کر دُعا رو کے کہ اے بازوئے سلطانِ زمن　　کربلا آپ کے مدّاح کا ہوئے مدفن
یہی مداحیِ حضرت کا صلہ پاؤں میں
کر کے روضے کی زیارت وہیں مرجاؤں میں

www.emarsiya.com